نگران:۔ شیخ مبارک احمد
امیر و مبلغ انچارج

ایڈیٹر:۔ ظفر احمد سرور

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

اَهْلًا وَّ سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا

یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے امریکہ میں وُرودِ مسعود پر دلی مسرّت اور عقیدت مندانہ جذبات کے ساتھ جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی طرف سے خیر مقدم ۔ اَهْلًا وَّ سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا

نذرانۂ عقیدت

مرحبا طاہرِ جمالِ حق
مرحبا طاہرِ کمالِ حق

دِل کو راحت ترے فسانے سے
اِک مسرّت ہر اِک ترانے سے

صُبحدم شوق سے سلام و درُود
وہ سُخن اور وہ کلام و درُود

سعیٔ پیہم کا اِک جہاں ہے تُو
دینِ وحدت کا پاسباں ہے تُو

آبروئے شبِ تہجّد تُو
نغمۂ صُبحدم ھُوَاللہ ھُو

نامۂ شوق دلربا ہو ترا
حرف توقیر آسرا ہو ترا

وجہِ تسکیں طریقِ فکر و نظر
دار ثروت میں یہ پیامِ سحر

تیرا مقسوم اِک قرار ہمیش
تجھے حاصل رہے بہار ہمیش

(امین اللہ خان سالک)

افتتاح مسجد بیت الحمید

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الحمید لاس اینجلس کا افتتاح ۳۰ جون کی بجائے ۷ رجولائی بروز جمعہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ احباب یہ تبدیلی نوٹ فرمالیں۔

تقریب نکاح

مورخہ ۱۹ رمئی بروز جمعہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے بعد نماز جمعہ مسجد فضل واشنگٹن میں محترمہ مبارکہ احمد صاحبہ جو محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم و مغفور کی بیٹی ہیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پوتی اور محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی نواسی ہیں کے نکاح کا اعلان مکرم احمد صادق صاحب سلمہ اللہ سابق ونگ آفیسر پاکستان حال مقیم لاس اینجلس (امریکہ) جو محترم چوہدری محمد صادق صاحب سابق درویش قادیان حال مقیم لاہور کے فرزند ہیں سے بعوض ۹ ہزار ڈالر حق مہر پڑھا۔ ایجاب و قبول کے بعد دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر دو فریقوں کیلئے اس رشتہ کو مبارک کرے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے تم اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو (حضرت اقدس)

ایک اہم رؤیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا حضور انور کے نوٹ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

نوٹ :-

"کسی نے پاکستان میں ایسی رؤیا دیکھی ہے۔ جس سے یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ رؤیا اِن حالات پر صادق آتی ہے جن حالات میں میں نے پاکستان چھوڑا اور پھر خدا کے فضل سے اس سفر کو بہت برکت ملی ہے اور بعد میں جو حالات پیدا ہوئے، انکا نقشہ بھی تفصیل سے اسمیں کھینچا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دعاؤں سے، محض خدا کے امتیازی نشان سے دشمن ناکام و نامراد ہوگا۔ ہماری دنیاوی کوششوں کا اسمیں دخل نہیں ہوگا۔ اس پہلو سے تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان پیش خبری کے متعلق دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا نیک انجام جلد جماعت کو دکھائے اور اسکا ہر مبارک پہلو ہم پر پوری طرح صادق آئے۔"

رؤیا :-

(ترجمہ از مرتب) اور (ایک مرتبہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے کسی مقصد کے لئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے۔ اور یہ بات میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کیلئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ ہاں میں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں کسی خاص بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں۔ اور میرے کچھ ہتھیار رکھ لئے۔ اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے چستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو سنگین ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کرکے آئے ہیں۔ اور میں تن تنہا ہوں۔ اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دئے گئے تھے۔ کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا۔ اور میدان مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا۔ اسلئے میں اپنے اس اہم مقصد کیلئے جو میرے پیش نظر تھا۔ اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ سو ناگہاں مجھے ہزار سوار نظر آئے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آرہے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے۔ اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی۔ اور میں اس طرح ان کا پیچھا کرنے لگا۔ جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ پھر میں نے ان کی حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دوڑایا۔ اور مجھے یقین تھا۔ کہ میں کامیاب ہونگا۔ پھر میں اُن کے قریب ہوا۔ تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے وسیع اور دریدہ ہیں۔ ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور ان کی ہیئت مشرکوں کی سی اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے۔ سو میں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کی غرض سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ اور میں پورے غور و توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اور میں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جا رہا ہوں۔ اور میرا گھوڑا بہت تیزی سے جاتا تھا۔ کہ کوئی عجیب سماں کی طرح پر چار راستے جیسا کہ حمد خوان لوگ دشمنوں کو تیر چلاتے ہیں۔ میں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا۔ میں پرانوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخکنی کرنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اُن پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رُخ کیا۔ ان کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے میں گھبرایا۔ اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی۔ اور میری فراست نے بتایا۔ کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا۔ اور میں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے اور میں کمزور اور خوفزدہ لوگوں کی طرح ابتداء میں خوف محسوس کرنے لگا۔ سو اس بنا پر میں حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا۔ اور جب میں اپنے باغ میں داخل ہوا۔ اور غور سے اُس میں نگاہ ڈالی۔ اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا۔ تو میں نے دُور ہی سے دیکھا۔ کہ وہ میرے باغ کے درمیانی صحن میں گرے پڑے اور مُردوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ اس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی۔ اور مجھے اطمینان خاطر حاصل ہوگیا۔ اور میں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ اور جب میں ان کے قریب پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ سب کے سب یکدم ذلت کی حالت میں اور مورد غضب الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسا ایک شخص کو مرنا واقع ہوتا ہے اور انکے چمڑے اتارے گئے اور انکے سروں کو کچل دیا گیا۔ اور انکے گلوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پارہ پارہ کرکے پھینک دئے گئے۔ اور یکدم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اُسے نابود کر دیتی ہے۔ اور وہ بھسم ہوگئے۔ اس کے بعد میں اُنکی موت کی جگہ پر جہاں وہ مقابلہ کیلئے اکٹھے ہوتے تھے۔ کھڑا ہوا۔ اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے۔ اور میں نے دربارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ اے میرے رب میری جان تیری راہ پر فدا ہو۔ تو نے مجھ ناچیز پر خاص کرم فرمایا ہے۔ اور اپنے بندہ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے۔ جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی۔ اے میرے رب تُو نے پیشتر اس کے کہ وہ فریق باہم جنگ کرتے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے اور دو مرد میدان کارزار میں کارفرما ہوتے۔ اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور تیرے جیسا کوئی مدد دینے والا نہیں ہے تو نے ہی مجھے بچایا اور مجھے نجات بخشی۔ اے ارحم الراحمین اگر تو رحم نہ کرتا۔ تو ممکن نہ تھا کہ میں ان بلاؤں اور آفات سے نجات پاتا۔ پھر میں بیدار ہوگیا۔ اور میں اُس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ اور اس کی طرف میری رُوح جھکی ہوئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے جو تمام مخلوق کا رب ہے۔

اور میں نے اس رویا کی یہ تعبیر کی کہ اس میں ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت ہے اور یہ کہ وہ مجھ پر اپنے انعام کو کامل کرنا اور مجھے اپنے فضلوں میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اب میں تمہاری بصیرت افزائی کے لئے اس رویا کی تعبیر کھول کر بتاتا ہوں۔ اس میں سر کو کچلنے اور گلا کاٹنے سے مُراد دشمن کے تکبر کو اور اُن کے فخر و غرور کو توڑنا اور ان میں انکسار پیدا کرنا ہے۔ اور اُن کے ہاتھوں کو کاٹنے سے مُراد اُن کی مقابلہ کی قوت کو مٹانا۔ اُنہیں عاجز کر دینا اور چیرہ دستی سے اور مقابلہ کرنے سے روکنا اور ان سے لڑائی کے ہتھیار چھین لینا اور انہیں بستگی اور بے چارگی کی حالت میں کر دینا ہے۔ اور پاؤں کاٹنے کے معنے اُن پر اتمام حجت کرنا اور بھاگ سکنے کی تمام راہیں اور فرار کے تمام دروازے بند کرنا اور انہیں پورے طور پر ملزم کرنا اور قیدیوں کی طرح کر دینا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہر ایک بات پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے شکست دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح دیتا ہے۔ اور اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

مصروفیات کی مختصر رپورٹ

۲۰ فروری تا ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء

۲۰ ممالک سے آمدہ افراد کی ملاقاتیں - گارڈین سنڈے ٹائمز اور بی بی سی سمیت متعدد اخبارات کو انٹرویو - ایک عظیم الشان پریس کانفرنس

۲۰ ممالک کے ڈھائی سو افراد کی ملاقاتیں :

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی صحت اچھی رہی اور آپ صد سالہ جشن تشکر کی آمد کے پیش نظر سارے عالم میں پھیلے ہوئے جماعتی پروگراموں کے کامیاب انعقاد کے لئے جملہ مشنز کو قیمتی ہدایات اور رہنمائی سے نوازتے رہے۔ اس سلسلہ میں لنڈن میں قائم جوبلی منصوبے کے مرکزی سیل کا حضور انور سے براہ راست رابطہ رہا اور حضور انور مالی منظوریوں کے علاوہ ضروری ہدایات اور مشوروں سے ان کی رہنمائی فرماتے رہے۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں جوبلی پروگراموں اور دیگر دفتری امور کی انجام دہی کے لئے لنڈن میں قائم مرکزی دفاتر اور امارت یو کے کے مختلف عہدیداروں نے ۱۰۳ مرتبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا علاوہ ازیں ان ایام میں ۱۸۰ احباب نے انفرادی طور پر اور ۷۰ فیملیز نے اجتماعی طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور مختلف امور و مسائل میں حضور انور سے مشوروں کے علاوہ آپ کے ساتھ تصاویر بنوانے اور آپ کی دعائیں لینے کی سعادت پاتے رہے۔ ملاقات کے لئے تشریف لانے والے ان احباب کا تعلق پاکستان و برطانیہ کے علاوہ، امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، سویڈن، سکاٹ لینڈ، ساؤتھ افریقہ، کینیا، گیمبیا، غانا، سیرالیون، الجیریا، ہالینڈ، تیونس، طوالو، انڈیا، بنگلہ دیش اور مشرق الاوسط کے متعدد ممالک سے ہے

ایک ترک نوجوان کی بیعت

بعض غیر احمدی دوست بھی اپنے احمدی رفقاء کی وساطت سے بیماریوں کے سلسلہ میں ہومیو پیتھی علاج تجویز کروانے اور دعا کی درخواست کرنے کے لئے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ملاقات کے لئے آنے والے دیگر افراد میں تین ہندو، متعدد اخباروں کے عیسائی نمائندگان اور ایک ترک نوجوان بھی شامل ہیں۔ اس ترک نوجوان نے حضور انور کے دفتر میں حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور ایمان میں برکت دے اور استقامت عطا فرمائے۔

گارڈین سنڈے ٹائمز اور بی بی سی سمیت کئی اخبارات سے انٹرویو

ان ایام میں ریڈیو اور مختلف اخبارات کے نمائندگان بھی حضور انور سے انٹرویوز لینے کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ ان ملاقاتوں کا انتظام مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری کی نگرانی میں ہوتا رہا اور یوں عرصہ زیر رپورٹ میں درج ذیل انٹرویوز ہوئے :-

(۱) تین مارچ بروز جمعہ سنڈے ٹائمز کے نمائندہ نے حضور انور کے دفتر میں حضور انور کا انٹرویو لیا۔ اس انٹرویو میں حضور انور نے [illegible] جماعت کے عقائد اور برطانیہ میں جماعت کے قیام [illegible] موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی) اور مسلمان

رشدی کی کتاب کے متعلق اخبار کے نمائندہ کے سوال پر کتاب کی شدید مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اسلام کی مقدس ہستیوں کے بارہ میں ایسی گندی اور ذلیل زبان استعمال کی گئی ہے جو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ یہ انٹرویو ۴½ بجے شروع ہوا اور ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک جاری رہا۔

(۲) چھ مارچ بروز سوموار کو بی بی سی کے نمائندہ مسٹر ٹیڈ میریسن کو حضور ایدہ اللہ نے انٹرویو دیا۔ جس میں حضور نے سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کی مذمت کی اور اس سوال کا جواب دیا کہ جماعت احمدیہ اور دیگر فرقوں میں کیا فرق ہے۔ یہ انٹرویو برطانیہ کی چینل ۴ پر دس مارچ کی صبح دس بجے نشر ہوا۔

(۳) ۹ مارچ کو ایل بی سی ریڈیو کے سنڈے ریلیجس پروگرام کے پروڈیوسر مسٹر لارنس سپائشر حضور ایدہ اللہ سے انٹرویو لینے کے لئے حضور انور کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ ۴½ سے ۵½ بجے شام تک یہ ملاقات جاری رہی۔ یہ پہلے بھی تین دفعہ حضور انور سے انٹرویو لے چکے ہیں۔ جو کہ ریڈیو پر پیش بھی کئے جا چکے ہیں۔ اسی طرح یہ متعدد بار حضور سے شرف ملاقات پا چکے ہیں۔ گزشتہ مئی میں حضور ایدہ اللہ نے ایل بی سی ریڈیو سٹیشن پر تشریف لے جا کر ان کے "فون ان" پروگرام میں شرکت کی تھی اس بار انٹرویو مختصر ہی تھا تاہم دو اپریل کو یہ دوبارہ انٹرویو کے لئے آرہے ہیں۔ ان کے اس بار انٹرویو لینے کا مقصد یہ تھا کہ صد سالہ جوبلی کے آغاز کی مناسبت سے ریڈیو پر جماعت کا ذکر آجائے۔ چنانچہ اس انٹرویو میں انہوں نے جماعت کے صد سالہ جشن کے پروگراموں اور دیگر جماعتی مساعی کے بارہ میں حضور سے بعض سوالات دریافت کئے۔ سلمان رشدی کے مسئلہ پر جماعتی موقف دریافت کرنے کے لئے بھی انہوں نے ایک سوال کیا جس پر حضور انور نے کتاب کی پرزور مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا دین رواداری اور بزرگوں کی تکریم سکھاتا ہے اور باوجودیکہ ہمارا مذہب ہر قسم کے جبر و اکراہ کا مخالف ہے۔ اور مذہب کے نام پر خون بہانے کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتا۔ اس شخص نے ایسی شیطانی حرکت کی ہے جس کو دنیا کا کوئی صاحب ایمان برداشت نہیں کر سکتا اور اس کتاب کے خلاف ہمارے دلوں میں شدید نفرت اور رنج و غصہ کے جذبات کا پیدا ہونا ایک فطری اور طبعی رد عمل ہے۔

(۴) ۱۵ مارچ کو شام ۷ بجے سے آٹھ بجے تک حضور انور نے فن لینڈ کے اخبار ڈیلی انڈی پنڈنٹ کے نمائندہ مسٹر طورون سنمت جیسلا MR. TURUN SANMAT JASSILA کو انٹرویو دیا۔ یہ اخبار تعداد کے لحاظ سے فن لینڈ میں دوسرے نمبر پر شائع ہوتا ہے۔ اس انٹرویو میں حضور ایدہ اللہ نے سلمان رشدی کی کتاب کے بارہ میں فن لینڈ حکومت کے اس فیصلہ پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا جس کی رو سے حکومت اس کتاب کا ملکی زبان میں ترجمہ شائع کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ نے مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رشدی نے اپنی اس شیطانی کتاب میں ان تمام اعتراضات کو اکٹھا کر دیا ہے جو مستشرقین ایک لمبے عرصہ سے اسلام پر کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس نے ان باتوں کو فکشن کے نام پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ناکام جسارت کی ہے اور ایسی زبان استعمال کی ہے جو ایک شریف آدمی کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ نے اس کتاب کی پرزور مذمت کی۔ بعد ازاں حضور نے برطانوی معاشرہ میں نسلی تعصبات کے حوالے سے مسلمانوں کی مشکلات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ کبھی کبھار ابھرتا اور مشکلات کھڑی کرتا رہتا ہے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ ان میں بھی اتحاد کا فقدان ہے۔ برطانوی سکولوں میں مسلمان بچوں کو پیش آنے والے مسائل کا بھی آپ نے ذکر فرمایا اور بتایا کہ ہمارے لئے اس ملک میں سکول کھولنا ممکن نہیں ہے تاہم جہاں جہاں ممکن ہے وہاں ہم نے سکول رکھے ہیں جیسا کہ افریقی ممالک ہیں وہاں پر ہمارے بکثرت سکول قائم ہیں۔

(۵) ۱۶ مارچ کو صبح دس بجے تا گیارہ بجے انگلستان کے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ گارڈین کے نمائندہ مسٹر ڈینیس بارک نے حضور انور کے دفتر میں حاضر ہو کر آپ کا انٹرویو لیا۔ انہوں نے انگلستان میں جماعت احمدیہ کے قیام اور دنیا بھر میں جماعت کی تعداد اور دیگر مساعی سے متعلق سوالات دریافت کئے۔ حضور انور نے ان کے سوالوں کے بڑے تفصیل سے جواب دیئے اور حضرت اقدس

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت کا مقصد نہایت حسین پیرائے میں بیان فرمایا ۔ سلمان رشدی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ برطانوی لیڈرشپ کو اس کی شیطانی کتاب کی جن پر زور الفاظ میں مذمت کرنی چاہیئے تھی وہ اس نے نہیں کی ۔ آپ نے اخباری نمائندہ کو بتایا کہ یہاں انگلستان کے ایک اخبار میں پاکستان سے آئے ہوئے ایک مولوی کا یہ بیان شائع ہوا تھا کہ احمدی واجب القتل ہیں ۔ اسی طرح ایک اجلاس میں میرے سر کی قیمت چالیس ہزار پونڈ ڈالی گئی اور کسی نے ان امور کی طرف جب حکومت کو توجہ مبذول کروائی تو حکومت نے ان کی طرف مطلق توجہ نہ دی ۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حکومت کے طرزِ عمل میں تضاد ہے اور سلمان رشدی کو قتل کی دھمکی دینے پر نہایت شدید ردعمل کسی اصولِ حق پرستی پر مبنی نہیں بلکہ اسلام دشمن سازش کی پشت پناہی کے جذبہ سے ہے ۔

(۶) ۱۶ ، مارچ کو دوپہر سے بارہ بجے فرانسیسی ایجنسی SYGMA کے برطانوی نمائندہ ڈیریک ہڈسن کو انٹرویو دیتے ہوئے حضور انور نے حضرت بانیٔ سلسلہ کی بعثت کے اغراض اور جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور ہندوستان میں مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آتی رہی ہیں اور اب تک جن کا سلسلہ جاری ہے ۔ حضور نے ان کا ذکر فرمایا اور ان پر دکھ کا اظہار فرمایا ۔

(۷) اسی روز شام پانچ بجے حضور انور نے ایشین ٹائمز کے نمائندہ کو انٹرویو دیا ۔ حضور انور نے اخباری نمائندہ کو بتایا کہ آپ نے صحافت کا حق ادا کرتے ہوئے جو رول ادا کیا ہے اس سے کئی احمدیوں کے دل آپ نے جیت لئے ہیں ۔ اُن کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے پاکستان میں جماعت پر ڈھائے جانے والے مظالم کا مجملاً ذکر کیا ۔ علاوہ ازیں جماعت کے قیام کے اغراض و مقاصد پہلی بیعت لدھیانہ کی تفاصیل اور دنیا بھر میں جماعت کی روز افزوں ترقی کا تفصیلی جائزہ بیان کرتے ہوئے اسے امید افزا قرار دیا ۔ حضور انور نے سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا نقطۂ نظر بھی واضح فرمایا اور خمینی صاحب کے فتویٰ کی شرعی حیثیت بیان کی ۔ آپ نے فرمایا کہ برطانوی لیڈروں کا رویہ اس سلسلہ میں بہت افسوسناک ہے ۔ فرمایا سلمان رشدی نے تو ان کے منہ میں چھپکلی ڈال دی ہے جسے ان کے لئے نگلنا آسان ہے نہ اگلنا ۔ برطانوی مسلمانوں کی دیگر مشکلات کا بھی حضور انور نے تفصیلاً ذکر کیا اور حکومت کے تعلیمی نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک سیکولر حکومت کو سکولوں میں مذہبی تعلیم دینے کے بجائے ان مذہبی اداروں کو فنڈز مہیا کرنے چاہئیں جو مذہبی تعلیم دینے کی اہلیت رکھتے ہوں ۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کیونکہ حکومت مختلف مذاہب کی تعلیم میں سے کما حقہٗ عہدہ برآ نہیں ہوسکتی ۔

(۸) ۱۷/۳ کو نماز جمعہ کے بعد بی بی سی کے نمائندہ مسٹر رتھڈی کاک نے حضور انور سے انٹرویو لیا ۔ اس میں حضور نے جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ اور اپنے انگلستان آنے کا سبب بیان کرتے ہوئے ضیاء کے آرڈیننس اور اس کے اثرات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ۔ آپ نے سلمان رشدی کی شیطانی کتاب اور اس میں بزرگوں کی ہتک پر شدید مذمت کا اظہار کرتے ہوئے رشدی کے بارہ میں جماعتی موقف کو بیان فرمایا ۔ ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور نے جہاد کے متعلق دینی تعلیم کو بڑی عمدگی سے واضح فرمایا ۔

ایک عظیم الشان پریس کانفرنس کا انعقاد

(۹) ۲۰ ، مارچ کو ساڑھے بارہ بجے تا ڈھائی بجے دوپہر تک سنٹرل لنڈن میں واقع انٹرنیشنل پریس سنٹر کے جانسن ہال JOHNSON HALL میں ایک عظیم الشان پریس کانفرنس منعقد ہوئی ۔ اس کا انتظام جماعت کے پریس اینڈ پبلیکیشن سیل نے کیا تھا ۔ حضور انور بھی ازراہ شفقت وہاں تشریف لے جا کر اس میں شامل ہوئے ۔ اس موقعہ پر مختلف اخبارات کے پچیس سے زائد نمائندگان نے شرکت کی اور درج ذیل اہم امور پر حضور انور سے سوالات دریافت کئے ۔

پاکستان میں نئی حکومت کے قیام پر احمدیوں کے خلاف کارروائیوں میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ کتنے عرصہ تک آپ بیرون ملک قیام

فرمائیں گے؟ کیا جماعت احمدیہ پاکستان میں جشن منا رہی ہے؟ سلمان رشدی کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کا موقف کیا ہے؟ اس سلسلہ میں مسلمانوں کا احتجاجی ردعمل شرعی لحاظ سے کہاں تک جائز ہے؟

مخلوط تعلیم کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا موقف کیا ہے؟ پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا پس منظر کیا ہے؟ تیسری دنیا کے ممالک کے لئے بالخصوص اور دیگر ممالک کے لئے بالعموم جماعت کی کیا خدمات ہیں؟ جماعت احمدیہ اپنا جوبلی جشن کس طرح منا رہی ہے؟ احمدیت کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ جماعت احمدیہ کا قیام اگر اسلامی حکموں میں کسی کمی یا بیشی کے لئے عمل میں نہیں آیا تو پھر احمدیت کی طرف بعض خلاف حقیقت عقائد کیوں بیان کئے جاتے ہیں؟

حضور انور نے ان تمام سوالات کے ایسے مؤثر تفصیلی اور معرکۃ الآراء جواب ارشاد فرمائے کہ اکثر نمائندگان کے چہروں پر تسلی اور اطمینان کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ پریس کانفرنس کے بعد حضور انور نے جملہ نمائندگان کے پاس جاکر مصافحہ کیا اور تعارف حاصل کیا۔ جس سے یہ صحافی بے حد خوش اور متاثر ہوئے۔

خطوط ۔ ۴ ہزار صفحات پر مشتمل رپورٹیں

ان ایام میں روزانہ اوسطاً تین سو خطوط انگریزی، اردو، سندھی، پشتو، انڈونیشین، سواحیلی، فارسی اور فرنچ وغیرہ زبانوں میں بذریعہ ڈاک موصول ہوتے رہے۔ مرکز سلسلہ سے آنے والی ڈاک اور دیگر دفتری رپورٹس اس کے علاوہ ہیں جو کہ عرصہ زیر رپورٹ میں تقریباً ۴ ہزار صفحات پر مشتمل تھیں۔ حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں ان خطوط کے جوابات دفتر کی طرف سے تیار کر کے حضور کے دستخطوں سے متعلقہ احباب کو بھجوائے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ایام میں کئی غیر از جماعت دوستوں کی طرف سے اظہار حق پر مشتمل دعائیہ خطوط بھی حضور انور کو موصول ہوتے رہے۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے بارہ میں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ارشاد

"جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسر روزگار ہوئے .... وہ اس وعدہ میں شامل نہیں ہوسکے .... بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے اور خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں ...... بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں ..... انکو مالی قربانی میں فوراً شامل کرنا ان کی زندگی کے لئے اور ان کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینا ہے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ اتنی عظیم الشان تحریک ہے جو صد سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے .... گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لے کر اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پر پھیلا دے گا .... اتنی عظیم الشان قربانی کا وقت ہو اور آپ بیاروں کو محروم رکھیں یہ ...... ناجائز بات ہے۔ یہ ظلم ہے ان لوگوں پر ....

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس کے لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے اس طرح جس طرح WAR FOOTING کہتے ہیں جہاد کی روح کے ساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء)

وکیل صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

تعلق باللہ کی تاثیر

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک خاص خطاب

میرا اس جامعہ سے بڑا دیرینہ اور گہرا تعلق ہے۔ جب میں نے ہوش سنبھالی یا شاید اس سے بھی پہلے تو حضور (قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر) کے ارشادات، ہدایات اور نصائح اور تربیت کے جو طریق تھے ان سے دل نے یہ تاثر لیا تھا کہ یہی (جامعہ) وہ جگہ ہے جہاں علم کو حاصل کرنا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے علم حاصل کرنے کے بعد اس کے استعمال کا طریق سیکھنا ہے۔ حفظِ قرآنِ مجید کے بعد میں جامعہ احمدیہ میں آیا۔ اس وقت یہ مدرسہ احمدیہ کہلاتا تھا۔ میں چوتھی جماعت میں داخل ہوا تھا کیونکہ قرآن کریم کے حفظ کی وجہ سے اپنی عمر کے چند سال میں پہلے ہی خرچ کر چکا تھا اور علاوہ حفظِ قرآن کریم کے کچھ اور بھی پڑھتا رہا تھا لیکن چوتھی جماعت میں داخل ہو کر بھی مجھے یہ احساس تھا کہ میں اپنے ہمجولیوں سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ یعنی عمر کے لحاظ سے جو میرے ساتھی بننے چاہئیں تھے وہ آگے ہیں اور میں پیچھے ہوں۔

اس احساس کے نتیجہ میں میں نے اپنے دل میں اس بچپن کے زمانہ میں یہ فیصلہ کیا کہ میں اگلی جماعت کے لئے ایک سال کا انتظار نہیں کروں گا۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا پوری محنت اور کوشش کر کے ایک ایک سال میں ایک سے زائد امتحان پاس کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس وقت کے اساتذہ میری تعلیم پر بڑی محبت سے توجہ دیتے رہے اور میں نے کافی حد تک اس کمی کو پورا کر لیا اور دو دفعہ میں نے ایک کی بجائے دو سالوں کا امتحان دیا اور اس طرح دو سال جو میں پیچھے تھا اپنی عمر کے لحاظ سے اس جگہ پہنچ گیا۔

زندگی کی بہترین اور معصوم گھڑیاں جو بچپن کی ہوتی ہیں میں نے اسی درس گاہ میں گزاریں اور بہترین دوست اسی درس گاہ میں پائے جن پر میں اب بھی فخر کر سکتا ہوں۔ ان میں سے صرف پاکستانی ہی نہ تھے بلکہ میرے بڑے گہرے اور پیارے دوستوں میں سے انڈونیشیا (جاوا، سماٹرا) میں رہنے والے بھی بعض طلبا تھے جن میں ایک ابوبکر ایوب صاحب بھی ہیں۔

اس وقت انڈونیشیا سے کافی طلباء مدرسہ احمدیہ میں پڑھنے کے لئے آئے تھے قریباً سب سے میری دوستی تھی لیکن گہری دوستی ایک طالب علم کی اسی سے ہو سکتی ہے جس کا مزاج اور افتاد اس کی طبع کے مناسب ہو۔ ابوبکر ایوب صاحب بڑے ذہین، بڑے شگفتہ دل طالب علم تھے اور ایک دو اور بھی تھے جن میں سے ایک ہمارے مولوی محمد صادق صاحب (سابق مربی سماٹرا) جو یہاں بیٹھے ہیں اسی زمانہ کے ہیں۔ اور بعض دفعہ مجھے مزاحاً کہا کرتے ہیں کہ میں آپ سے ایک سال آگے نکل گیا تھا۔ جو درست ہے کیونکہ اس سال غالباً صرف انہوں نے ہی مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔

اس کے بعد پھر جامعہ علیحدہ ہوا اور جامعہ کی بلڈنگ اس عمارت میں منتقل ہوئی۔ جہاں بعد میں نصلِ عمر ہوسٹل بنا۔ وہ عمارت تو قابل استعمال تھی لیکن اس کی چار دیواری کھنڈرات معلوم ہوتی تھی۔ میں نے اور میرے بعض دوستوں نے اپنے طور پر یہ سکیم تیار کی کہ ہم ہر جمعہ کے روز وہاں اکٹھے ہوا کریں گے اور وقارِ عمل کے ذریعہ اس کی اصلاح کریں گے۔

اس وقت ابھی اس قسم کا وقارِ عمل تو شروع نہیں ہوا تھا جس طرح خدام الاحمدیہ کے بننے کے بعد ہوا ہے۔ لیکن ہم نے وقارِ عمل کا طریق بنایا اور ہم جمعہ والے دن وہاں اکٹھے ہو جایا کرتے تھے اور گھنٹہ دو گھنٹے بیرونی دیوار کے ان کھنڈرات کو درست کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ہمارے اساتذہ کے تعلق اور پیار کا یہ حال تھا کہ جب ہم پہلی دفعہ وہاں گئے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو یہ علم ہوا کہ بعض طلباء یہاں جمع ہوئے ہیں اور گھنٹہ دو گھنٹہ وقارِ عمل کرتے ہیں تو اس کے بعد سے بلا ناغہ ہر جمعہ کو وہ بھی وہاں پہنچ جاتے اور چارپائی پر بیٹھ جاتے۔ ہمیں کام کرتے دیکھتے اور نیکی کی باتیں بھی ہمارے کانوں میں ڈالتے جاتے۔ اس طرح وہ وقت بھی ایک طرح کا تعلیمی اور تدریسی وقت ہی بن جاتا تھا۔

ہمارے معیار زندگی کا یہ حال تھا کہ میں دوّنی یا چوّنی کے میٹھے چنے خرید کر لے جاتا تھا اور ہم سب دوست وقارِ عمل کے بعد وہ میٹھے چنے کھایا کرتے تھے اور بڑے خوش ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس انٹرٹینمنٹ (تفریحی موقع) کا انتظام کیا ہے۔ اب تو حالات بہت بدل گئے ہیں۔ ان دنوں میں ہم نے بہت سادہ زندگی گزاری ہے اور اسی میں لطف بھی ہے۔ اب بھی میری رائے اور میرے ذہن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لطف اس سادگی میں تھا وہ اس آج کے تکلف میں نہیں ہے۔

یہ میرا پرانا تعلق آپ طلباء سے ہے

کیونکہ آپ میں سے ہر ایک میرا جامعہ احمدیہ کا فیلو ہے۔ اس لئے میں اور آپ ایک ہی ادارے کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضور نے مجھے دوسری تعلیم بھی دلوائی اور جب میں ۳۸ء میں انگلستان سے واپس آیا تو حضور نے مجھے جامعہ احمدیہ میں بطور لیکچرار مقرر فرمایا۔ آپ میں سے جو اساتذہ ہیں ان کے ساتھ بھی اس جہت سے میرا بڑا قریبی رشتہ ہے کیونکہ وہ میرے کولیگ ہیں۔ اور ہم ایک ہی درسگاہ کے اساتذہ ہیں۔ ہاں کچھ پہلے آئے کچھ بعد میں آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔

یہ سب بھی ایک خاندان ہے۔ اساتذہ جامعہ احمدیہ کا۔ اس لئے میرے دل کی گہرائیوں میں آپ کی یاد بھی تازہ رہتی ہے اور آپ سے پیار بھی بڑی شدت کے ساتھ میرے دل میں موجزن رہتا ہے۔

آج میں ایک دردمند دل کے ساتھ بڑے واضح، غیر مبہم اور سادہ الفاظ میں بعض ضروری باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے علموں کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہمارے ہاتھ میں دیا ہے۔ کسی طرف سے بھی کوئی دین پر حملہ آور ہو ہم اس حملے کا جواب نہایت خوبی سے دے سکتے ہیں۔ اگر ہمیں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب پر عبور ہے، اگر ہم محنت کریں اور غور کریں تو ہمیں کسی بھی حملہ کو دیکھ کر کوئی گھبراہٹ لاحق نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہمیں پوری طرح مسلح کر دیا گیا ہے۔ لیکن مذہب پر حملہ صرف علمی محاذ سے ہی نہیں ہوتا اور نہ سب دنیا کی طبیعتیں علمی دلائل سے بدلی جا سکتی ہیں کیونکہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو دلائل کو مانتے اور سمجھتے ہیں لیکن ان کی طبائع میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اسی سرگودھا کے علاقہ کے ایک بہت بڑے زمیندار ایک دفعہ مجھے ملنے آئے اس وقت میری طبیعت میں دعوت الی اللہ دینے کا بڑا جوش تھا۔ میں نے باتیں شروع کیں۔ ابھی چند منٹ ہی میں نے ان سے بات کی تھی کہ وہ کہنے لگے "میاں صاحب! تسی مینوں کی سمجھا ڈیندے او۔ ایہہ گلاں تے میں پہلے ہی جاندا ہاں"۔ مجھے کہنے لگے کہ قادیان سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسا جلسہ نہیں جس میں میں نے شمولیت نہ کی ہو، ہر جلسہ میں ہر تقریر کو سنا ہے۔ جہاں تک آپ کے موقف اور اس موقف پر دلائل کا سوال ہے میں خوب جانتا ہوں اور مجھے از بر ہے۔ یہ باتیں میں بھی اتنے دلائل کے ساتھ بیان کر سکتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے علاقہ کا سردار ہوں۔ ہماری اپنی عادتیں ہیں، ہمارے اپنے طریق ہیں۔ اگر ہم ان طریقوں کو چھوڑ دیں تو ہماری سرداری اور ہماری چوہدر قائم نہیں رہ سکتی۔ کہنے لگا کہ ہم چوریاں بھی کرواتے ہیں۔ ڈاکے بھی ڈلواتے ہیں ہم قتل بھی کرواتے ہیں ہم لڑکیوں کو اغوا بھی کرواتے ہیں اس کے بغیر ہماری چوہدر قائم نہیں رہ سکتی۔ آج اگر میں بیعت کر لوں تو اسی وقت آپ کا انگوٹھا میری گردن پر ہوگا اور آپ کہیں گے کہ اب چوری نہ کرنا اب ڈاکہ نہیں ڈالنا ہوگا۔ اب قتل نہیں کرنا ہوگا اور کسی لڑکی کو بے عزت نہ کرنا ہوگا۔ اس وقت ہماری سرداری تو ختم ہو گئی۔ پس میں کیسے مان لوں احمدیت کو؟؟ میں احمدیت میں داخل نہیں ہو سکتا!!!

اس قسم کے لوگ اس وقت میرے اندازہ کے مطابق لاکھوں کی تعداد میں ہمارے ملک میں موجود ہیں جو احمدیت کو خوب سمجھتے ہیں، اس کو سچا جانتے ہیں۔ اس کی صداقت کے دل سے قائل ہیں مگر دنیا اور دنیا کی محبت انہیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے سے روکے ہوئے ہے۔ یہ لوگ سلسلہ احمدیہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ان کے دلوں میں ایک نیک تبدیلی پیدا نہ ہو۔ یہ نیک تبدیلی محض دلائل سے پیدا نہیں ہو سکتی بیشک دلائل بھی بڑے ضروری ہیں، ان کا جاننا بھی بہت ضروری ہے لیکن محض دلائل کافی نہیں، ان کے ساتھ کچھ اور بھی چاہیئے اور وہ ہے تعلق باللہ۔

جب تک ہمارے مربی کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم نہیں ہوگا وہ عوام کے دلوں میں اس قسم کی تبدیلی پیدا نہیں کر سکے گا۔ اور اس شعبہ کی طرف ہمارے اساتذہ کو بھی اور ہمارے عزیز بچوں کو بھی توجہ دینی چاہیئے ورنہ وہ اس مقصد میں جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں اور اپنے اوقاتِ عزیز خرچ کر رہے ہیں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک نوجوان بیس بائیس سال کا پچیس سال کا اس درس گاہ سے نکلتا ہے اور وہ بطور مربی کے اس ملک میں یا بیرونی ممالک میں متعین ہو جاتا ہے اور اسے کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ نوجوان دلائل کے میدان میں بڑی عمدگی کے ساتھ، بڑے حسن و خوبی کے ساتھ اپنے حریف کو شکست دے سکتا ہے اور دیتا ہے لیکن یہ تمام شکستیں جو مخالف اس کے ہاتھ سے اٹھاتا ہے وہ میرے نزدیک وہ نتیجہ نہیں پیدا کر سکتیں جو نتیجہ ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اگر یہ بائیس سالہ نوجوان ایسا ہو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اس کا سجدہ ریز ہونا گو دنیا سے پوشیدہ ہو لیکن اثر السجود سے اس کے چہرہ پر نور نظر آئے تو لوگ اس کی طرف جھکنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ پہلے ڈرتے ڈرتے اپنے شبہات کے ساتھ اپنی ضرورتوں کے وقت وہ اس کے پاس آئیں گے۔ اور خواہ تکلف سے کہیں لیکن کہیں گے کہ ہمیں یہ یہ تکلیف لاحق ہے، ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ہمارے لئے دعا کرو۔

جب ہمارا وہی نوجوان خدا تعالیٰ کے حضور تنہائی کی گھڑیوں میں جھکے گا اور اپنے رب کے حضور یہ دعا کرے گا۔ کہ اے میرے

خدا!!! مجھے ہی تیری رضا کی خواہش نہیں ان کو بھی ہے، اور میرے دل میں تڑپ ہے کہ یہ تیرے حضور میں جھکیں۔ یہ ایک موقعہ ہے تو انہیں اپنا چہرہ دکھا سکتا ہے۔ میری دعا کو قبول کر اور انہیں یہ سمجھ عطا کر کہ وہ کام جو دعا سے ہو سکتا ہے وہ کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی دوسرا تیری قدرتوں اور طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جب اس کی دعائیں اپنے ماحول میں پوری ہونا شروع ہو جائیں گی تو لوگ صرف یہ نہیں کہیں گے کہ یہ احمدی نوجوان علمی دلائل سے پوری طرح مسلح ہے بلکہ وہ یہ بھی کہیں گے کہ وہ عام انسان جیسا نہیں ہے۔ وہ ایک ایسا نوجوان ہے جس میں پتہ نہیں کیا رکھا ہے کہ جب وہ دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے تو پھر ان کے دلوں کے اندر نیک تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔

اگر ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ مثلاً ہندوستان میں مسلمانوں نے جو تبلیغ کی اس میں کم از کم ۸۰ فیصدی اس قسم کے نمونہ کا اثر ہے اور شاید باقی ۲۰ فیصدی دلائل کا (اثر) ہے صوفی لوگ آتے تھے فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے کسی ایسی ایک جگہ کو منتخب کرتے جو شرک کا گڑھ ہوتا اور وہاں وہ بیٹھ جاتے اور اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے کہ اے خدا! تیرے یہ بندے تجھ سے دور ہیں۔ ایسا سامان پیدا کر کہ یہ تیرے قریب ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ الہامات کے ذریعہ، کشوف کے ذریعہ اور رؤیا صالحہ کے ذریعہ ان کے اثر نفوذ کے سامان پیدا کر دیتا اور وہ مشرک بتوں کی پوجا کرنے والے، سانپوں کی پرستش کرنے والے، درختوں کی عبادت کرنے والے حیرت میں پڑ جاتے کہ ہم غیر اللہ کو پکارتے تو ہیں لیکن جواب کچھ نہیں پاتے اور ایک غیر مرئی ہستی کو یہ لوگ پکارتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ ان کو جواب ملتا ہے بلکہ تقدیر کی تاریں کچھ اس طرح ملتی ہیں کہ اگر وہ کہیں کہ ایسا ہو جائے تو ویسا ہو بھی جاتا ہے۔

اس ہتھیار کے ساتھ انہوں نے ان مشرکین کو اپنی طرف کھینچا۔ پھر بعض علاقے ان میں سے اسلام پر قائم رہے اور بعض علاقے جب بعد میں ان صوفیاء کے نقش قدم پر چلنے والے پیدا نہ ہوئے پھر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے خود ہوشیار پور میں ایک مسلمان بزرگ کا مزار دیکھا جہاں اس وقت شیولنگ کی پوجا ہو رہی تھی حالانکہ وہ توحید کا گڑھ تھا۔ پس انسان خدائے واحد کی طرف نمونہ کے ساتھ، خدائے واحد کی طرف تقویٰ کے ساتھ۔ خدائے واحد کی طرف تزکیۂ نفس اور دعا کے ساتھ کھینچا جا سکتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ اور اس کے بعد قوم کا فرض ہوتا ہے کہ آنے والی نسلوں کی وہ تربیت بھی کرے اور پھر اس تربیت میں یہی چیز (ضروری) ہے۔

دعا، تقویٰ، تزکیۂ نفس اس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں بہت سوچتا رہا ہوں اور اب بھی سوچتا ہوں کہ ہمارے بہت سے اچھے لکھے پڑھے مربی اتنے کامیاب نہیں ہوتے جتنا کہ ایک کم پڑھا ہوا جس کو اتنے دلائل یاد نہیں ہوتے، اسے صرف چند دلائل یاد ہوتے ہیں اور ہمارے لٹریچر کے متعلق اتنی واقفیت نہیں رکھتا وہ زیادہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

ابھی پچھلے دنوں ایک دوست نے مجھے ایک دیہاتی مربی کے متعلق کہا کہ یہ ایک دیہاتی مربی ہیں، ان کو ہم صرف پچاس روپے ماہوار گزارہ دیتے ہیں۔ نئے سال میں اس وقت تک وہ ۵۲ بیعتیں کروا چکے ہیں حالانکہ اکثر ہمارے مربی ایسے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے شاید پانچ آدمیوں نے بھی ہدایت حاصل نہ کی ہو۔

جب دنیا یہ دیکھتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقی ہمدردی ہمارے ساتھ رکھتے ہیں اور جب ہمیں دنیاوی تکالیف پہنچتی ہیں تو نہ صرف یہ کہ اسے دعا کر کے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ہماری روحانی بہتری کے لئے بھی ان کے دل پر ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ تڑپ رہے ہیں اس خیال سے کہ خدا تعالیٰ سے دور رہ کر ہم لوگ عذاب جہنم میں مبتلا ہوں گے اور ابدی لعنت کا شکار ہو جائیں گے اور ہماری وجہ سے ہی یہ بے چین ہیں۔ ہماری وجہ سے ہی یہ گڑگڑاتے ہیں تو یقینی بات ہے کہ دنیا کے لوگ تمہاری طرف جھک جائیں گے۔ اور ان میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

پس بے شک جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دلائل کا جاننا بہت ضروری ہے لیکن صرف دلائل ہی کو کافی نہ سمجھیں۔

ان کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ہیں جنہیں حاصل کرنا آپ کا کام ہے اور ان کے بغیر آپ مقصد زندگی میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ایک بالکل نوجوان جس کو کم عمری کی وجہ سے بچہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ دعا گو ہے، اگر اس کا تعلق اپنے رب سے پختہ ہو، تو وہ اس بوڑھے مربی سے زیادہ ذی اثر ہوگا جس میں یہ بات نہ پائی جاتی ہو۔

اگر آپ لوگوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہو تو ان کو یہ کہنا پڑے گا کہ ان (احمدیوں) کے بظاہر خام اور غیر پختہ نوجوان سے بھی مت الجھو۔ کیونکہ جب یہ خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو وہ ان کے لئے اپنے دروازے کو کھول دیتا ہے۔

جب آپ اس مقام پر آجائیں گے جب خدا تعالیٰ آپ کو اس بات کی توفیق دیگا،

باقی صـ ۱۴ پر

ننکانہ میں احمدیوں کے ۱۷ گھروں پر حملے ۶ گھر مکمل جلا دیئے گئے

۱۱ مکانوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ سامان باہر نکال کر جلا دیا گیا

قرآن کریم کے نسخے اکٹھے کر کے جلائے گئے۔ ۵ احمدی زخمی

کسی جگہ پولیس نے حملہ آوروں کو روکنے کی کوشش نہیں کی

مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۹ء کو ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں کئی مشتعل ہجوموں نے حملہ کر کے جماعت احمدیہ کے افراد کے گھروں کو سخت نقصان پہنچایا۔ قرآن کریم سمیت سامان کو آگ لگا دی اور گھروں کی ہر چیز کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

یہ مظاہرین جو کہ تعداد میں ڈیڑھ سو سے ڈھائی سو تک کی مختلف ٹولیوں میں تھے صبح ساڑھے آٹھ بجے سے دن کے ڈیڑھ بجے تک ہنگامہ آرائی میں مصروف رہے مکان جلتے رہے، احمدیوں کو مارا پیٹا جاتا رہا مگر شہر میں پولیس یا کسی سرکاری ادارے کے ایک بھی فرد نے کسی بلوائی کو نہیں روکا۔ کئی جلوسوں کے ساتھ پولیس موجود تھی اور اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی ایس پی (جو ایک صوبائی وزیر کے بھائی ہیں) بھی موجود تھے لیکن انہوں نے کسی جگہ بھی کسی احمدی کی حفاظت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کسی سرکاری اہلکار کو خراش تک نہیں آئی۔ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد دو بجے ڈی سی اور ایس پی پہنچے جبکہ پانچ احمدی زخمی ہوئے جن میں سے تین کو طبی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا اور دو ابھی تک سول ہسپتال شیخوپورہ میں داخل ہیں۔

* احمدیہ بیت الذکر ننکانہ صاحب۔ ملبہ اور ٹوٹا ہوا دروازہ۔

واضح رہے کہ ننکانہ میں ۲۰ احمدی گھر ہیں۔ جن میں سے چھ گھروں کو سامان سمیت مکمل طور پر جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے جبکہ گیارہ مکانوں کا سامان نکال کر اسے آگ لگا دی گئی۔ تین مکان محفوظ رہے۔ حملہ آور مکانوں کی جو چیز توڑ سکے وہ توڑ دی جو سامان ہاتھ آیا وہ لوٹ لیا اور ہر چیز کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ بتایا گیا ہے کہ حملہ آور اپنے ساتھ ہتھوڑے اور دیگر آلات لائے تھے۔ وہ مکانوں کے دروازوں، کھڑکیوں اور روشندانوں کو توڑتے رہے۔ فریج، ٹی وی برتن جو چیز سامنے آئی اسے توڑتے رہے۔ حتیٰ کہ فلش اور واش بیسن تک توڑ کر رکھ دیئے لوٹے بھی نہیں چھوڑے۔ ریڈیو کی ایک دکان سے قیمتی آلات بھی تباہ کر دیئے۔ دو احمدی وکلاء کی لائبریری اور ریکارڈ کی فائلیں جلا کر راکھ کر دیں۔ ایک مکان میں مرغیاں تھیں۔ جن کی گردنیں مروڑ کر انہیں جلتے ہوئے سامان میں پھینکتے رہے۔ جن جگہوں پر پولیس ساتھ تھی وہاں کہیں بھی پولیس نے مزاحمت نہیں کی بلکہ ایک جگہ پر تو خود ایک پولیس والے نے سامان پکڑایا

کہ لو یہ بھی جلا دو۔ جب ایک جگہ مکان جلا دیا گیا تو پھر کہنے لگے آؤ اب دوسری جگہ چلیں۔ یہاں تو سب کچھ جل گیا۔

ننکانہ صاحب کی احمدیہ بیت الذکر کو منہدم کر دیا گیا۔ چھت پھاڑ دی۔ دیوار کو ہتھوڑے سے مار مار کر توڑ دیا۔ بیت الذکر کا تمام سامان نکال کر جلا دیا۔ اور قرآن مجید علیحدہ ڈھیری بنا کر ان کو بھی جلا دیا گیا۔

ربوہ سے مرکزی نمائندگان ان واقعات کی خبریں ملنے پر امدادی سامان لے کر ننکانہ پہنچے کیونکہ یہاں کے احمدیوں کی حالت یہ تھی کہ ان کے تن پر صرف ایک جوڑا تھا اور ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ بستر بھی نہیں تھے۔ مرکزی نمائندوں کے علاوہ امارت ضلع شیخوپورہ سے بھی امدادی سامان پہنچایا گیا۔ امدادی سامان میں مردانہ، زنانہ کپڑے کھانا، راشن، آٹا، آلو، چینی، پیاز، پتی، دودھ خشک غرضیکہ ضرورت کی ہر چیز پہنچائی گئی۔

ننکانہ کے احمدیوں نے بتایا ہے کہ چند دن پہلے حالات جو خراب تھے ان کی وجہ سے مقامی احمدیوں نے سرکاری افسران کو (جو کئی کئی گھنٹے کے انتظار کے بعد ملے) بتایا کہ ان کو اپنے جان و مال کا خطرہ ہے۔ اس لئے ان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ ان سرکاری افسران نے چند منٹ کی اس ملاقات میں کہا کہ ان کو حالات کا علم ہے اور انہوں نے دیگر اضلاع سے پولیس کی اضافی نفری بلا لی ہے اور آپ لوگ بے فکر رہیں آپ کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔ آپ لوگ اطمینان سے اپنے گھروں کو جائیں۔ اس واضح یقین دہانی کے باوجود جب بلوائی آئے تو بعض جگہوں پر پولیس بھی انکے ساتھ تھی لیکن پولیس نے کسی حملہ آور کو نہیں روکا۔

ننکانہ صاحب میں جو نقصان ہوا ہے اسکی مالیت کا اندازہ لکھوکھہا روپے ہے۔ کئی گھروں کا عمر بھر کا جمع جتھا اور مکانات راکھ ہو گئے ہیں۔ ان میں بچیوں کے جہیز نو بیاہتا جوڑوں کا سامان اور فریج، ریڈیو، ٹی وی سمیت بے شمار قیمتی چیزیں شامل ہیں۔

بعض اخباروں میں جو تأثر دیا گیا ہے کہ ننکانہ صاحب میں کوئی ہنگامہ یا لڑائی کی کیفیت تھی یہ باتیں بالکل بے بنیاد ہیں کیونکہ بلوائی جہاں جاتے تھے وہاں وہ بڑی آزادی سے آگ لگاتے اور سامان لوٹتے تھے اور کوئی ان کو نہ روکتا تھا۔ اس لئے کسی قسم کے مقابلے یا ہنگامے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔

تمام احمدی اپنے گھروں میں ہیں.

ننکانہ کے تمام احمدی اپنے اپنے لوٹے پھوٹے گھروں میں ہیں۔ اس تباہی کے باوجود ان کے چہرے پُرعزم ہیں اور حوصلے خدا تعالیٰ کے فضل سے بلند

جنگ کی خبر

روزنامہ جنگ لاہور (لوکل ایڈیشن جمعرات ۱۳ اپریل ۱۹۸۹ء) نے اس ضمن میں جو خبر دی ہے اس کے بعض حصے درج کئے جاتے ہیں۔

"بدھ کے روز مقامی طلبہ تنظیموں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے اراکین نے ایک احتجاجی جلوس کے دوران متعدد قادیانیوں کے گھروں میں گھس کر تباہی مچا دی۔ قیمتی سامان باہر نکال کر نذر آتش کر دیا جو سامان باہر نہ نکالا جا سکا اسے توڑ پھوڑ کر مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ متعدد قادیانیوں کو شدید زدوکوب کیا اور بعض مکانات اور ایک الیکٹرک سٹور کو سامان سمیت جلا دیا۔"

"واقعات کے مطابق احتجاجی مظاہرین کا جلوس جب سٹی پولیس چوکی کے قریب پہنچا تو مظاہرین قادیانیوں کی عبادتگاہ میں داخل ہو گئے اور اس کا کافی حصہ منہدم کرنے کے علاوہ وہاں موجود کتب و رسائل کو باہر نکال کر آگ لگا دی۔"

"عینی شاہدوں کے مطابق مشتعل مظاہرین جس مکان کو تباہی کا نشانہ بناتے پہلے اس کی برقی رو منقطع کر دیتے اور پھر گھریلو سامان باہر نکال کر ان پر پچکاریوں سے سپرٹ چھڑک کر اسے نذر آتش کر دیتے۔"

"ہنگاموں کی اطلاع ملتے ہی کمشنر اور ایس پی شیخوپورہ بھی موقعہ پر پہنچ گئے.... اس موقعہ پر حکام کو قرآن مجید کے نیم سوختہ نسخے بھی دکھائے گئے جو بعض افراد نے جلتے ہوئے سامان سے نکال کر ان کی آگ بجھائی تھی۔ شہری حلقوں نے اس تباہی کی ذمہ داری مقامی پولیس پر عائد کی ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور (لوکل ایڈیشن) ۱۳ اپریل ۱۹۸۹ء صفحہ ۵)

ننکانہ میں احمدیہ بیت الذکر میں جمعہ

ربوہ۔ ننکانہ سے آمدہ جمعہ ۱۴ اپریل کی اطلاع کے مطابق مقامی جماعت نے اپنی ٹوٹی پھوٹی بیت الذکر کو صاف کر کے آج جمعہ کی نماز احمدیہ بیت الذکر میں ہی ادا کی۔ تمام احمدیوں کے حوصلے بلند تھے۔

چک نمبر ۵۶۳ گ ب میں احمدیوں کے گھروں کی تباہی

ایک جھوٹے الزام کی آڑ میں بیت الذکر اور لائبریری کو آگ لگا دی۔

دو احمدیوں کے گھروں کو بھی لوٹ کر نذر آتش کر دیا گیا۔

مورخہ ۱۰ اپریل کو مغرب کے بعد قریباً ۴۰۰ افراد پر مشتمل ایک مجمعے نے جس میں مولوی صاحبان اور اطراف کے مخالفین شامل تھے۔ قرآن کریم کی بے حرمتی کے جھوٹے الزام کی آڑ میں جماعت احمدیہ چک نمبر ۵۶۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کی بیت الذکر، لائبریری اور دو احمدیوں کے گھروں اور ایک دکان پر حملہ کر کے لوٹ مار اور آتش زنی کی۔ بیت الذکر کے مینار، دیوار، چھت کا ایک حصہ لائبریری کی چھت اور بیرونی دیوار گرا دی ایک احمدی دکاندار مکرم محمد عباس صاحب کی کریانہ کی دکان کو پہلے لوٹا اور پھر اسے نذر آتش کر دیا۔ مکرم محمد نواز محمد صدیق و محمد بوٹا صاحبان کے گھروں کو لوٹا اور سارے سامان کو آگ لگا دی۔

اس جلوس میں سے بعض لوگ آتشیں اسلحہ سے مسلح انہوں نے ہوائی فائرنگ بھی کی احمدیہ بیت الذکر پر بھی فائرنگ کی۔ پولیس رات دس بجے چک مذکور میں پہنچی لیکن جلوس کی نعرے بازی رات ساڑھے گیارہ تک جاری رہی۔ جلوس کے سرکار کے پاس لاؤڈ سپیکر تھے جن پر وہ نعرہ بازی کر رہے تھے اور احمدیوں کے گھروں کو جلانے اور لوٹنے کی تلقین کر رہے تھے جلوسوں کا یہ سلسلہ جزوی طور پر ۱۱ اپریل ۱۲ اپریل کو بھی جاری رہا۔ مظاہرین نے ڈاکٹر محمد نواز صاحب کا کینو کا باغ اجاڑ دیا۔ پودے کاٹ دیئے۔

تصویر بیت الذکر چک نمبر ۵۶۳ گ ب آتش زنی اور منہدم کیا جانے کے بعد۔

مکرم مولوی انیس الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ انتقال فرما گئے

مکرم مولوی محمد مصطفیٰ علی صاحب نیشنل امیر بنگلہ دیش نے بذریعہ ٹیلیگرام یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ مکرم مولوی انیس الرحمٰن صاحب بنگالی مربی سلسلہ مورخہ ۲۱ مارچ صبح قریباً دو بجے ڈھاکہ میں وفات پا گئے ہیں۔

ایک عرصہ سے بعارضہ شوگر بیمار تھے۔

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی انیس الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے اہل و عیال کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

بقیہ صفحہ ۱۸ سے

کر دیا جس میں سے تین آدمی اس شخص کے قریبی رشتہ دار تھے جو ہماری مسجد پر حملے میں پیش پیش تھا۔"

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں جو آج حکومت پاکستان اور اس کے پروردہ ملاؤں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۰ سے

جب وہ اس طریق پر اپنی رضا آپ کو دے دے گا اور اس کی خوشنودی آپ کو اس طور پر مل جائے گی تو اس وقت آپ کامیاب ہو جائیں گے۔

اور خدا کرے کہ آپ میں سے ہر ایک ایسا ہی ہو۔

صوبے بھر میں قادیانیوں کی نگرانی کا حکم دیدیا گیا

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے ' امتناع قادیانیت آرڈیننس پر بھی سختی سے عمل کیا جائے: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو حکم

لاہور (سودی) حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے اور ان کی نگرانی کا حکم دے دیا ہے یہ حکم فیصل آباد میں قرآن پاک جلانے کے واقعہ کے بعد دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور پولیس کے ضلعی سربراہوں اور دیگر ایجنسیوں کو ایک مراسلہ کے ذریعے ہدایات دی ہیں کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور کسی بھی مسئلہ میں ملوث قادیانی کے بارے میں حکومت کے نوٹس میں لایا جائے اور کسی قسم کی کوئی رعایت نہ برتی جائے اس کے علاوہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

(جنگ پاکستان 89-21-4)

شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کے دو قادیانی افسروں کی درخواست ضمانت مسترد

قادیانی افسروں نے پابندی کے باوجود صد سالہ تقریبات منعقد کی تھیں

مرزائی ... کی درخواست ضمانت منظور کر لی گئی۔ علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت

پھالیہ (نامہ نگار) مقامی مجسٹریٹ نے شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کے قادیانی افسران محمود احمد خالد مشتاق احمد ظہیر کی درخواست ضمانت مسترد کر دی جبکہ جنرل منیجر فاروق احمد صدیقی کی ضمانت منظور کر لی درخواست ضمانت کا فیصلہ سننے کے لئے شہریوں کی کثیر تعداد عدالت کے باہر موجود تھی جبکہ قادیانی اور قادیانی نواز افراد بھی موجود تھے حالات خراب ہونے کا اندیشہ تھا لیکن اے سی سلیم شیر افگن کیانی راؤ غلام حسین سٹی مجسٹریٹ ڈی ایس پی سید زوار حسین شاہ اور پولیس کی بھاری جمعیت موقع پر موجود رہی انتظامیہ کی بروقت مداخلت سے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

مجسٹریٹ پرویز اختر ڈار نے دو بجے فیصلہ سنایا اور جنرل منیجر فاروق احمد صدیقی کی ضمانت منظور کر لی جبکہ محمود احمد کین منیجر مشتاق احمد ظہیر پی آر او کی ضمانتیں نامنظور کر دیں اس فیصلہ سے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی خیال رہے کہ شاہ تاج شوگر ملز کے قادیانی افسران نے پابندی کے باوجود صد سالہ جشن کی تقریب منعقد کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری ملک محمد یامین قادری کی رپورٹ پر قادیانی افسران کے خلاف پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا آج جامع مسجد نور میں ختم نبوت علماء کونسل کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں مقامی انتظامیہ کے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ فیصلے کی تعریف کی اجلاس میں علامہ عنایت اللہ گجراتی مولانا قاضی منظور الحق مولانا مفتی عبدالواحد حافظ محمد نذیر قاری محمد اشرف خواجہ محمد رشید ملک محمد یامین قادری حاجی جاوید اقبال ملک مظہر محمود خان اکرام اللہ خان اور دیگر علماء اور کارکنوں نے شرکت کی

مشرق 89-21-4

انسانی حقوق کی کمیٹی نے ننکانہ صاحب کا دورہ کیا۔

لاہور (نمائندہ حیدر) مقامی انسانی حقوق کی کمیٹی نے ننکانہ صاحب جا کر وہاں ہونے والے سانحہ کا جائزہ لیا۔ اس کمیٹی میں جو ڈاکٹر مبشر حسن کی قیادت میں گئی تھی، شاہ تاج قزلباش، ہینز رینیع، انیس فیض ایڈووکیٹ ممتاز احمد اور فوٹوگرافر بھی شامل تھے۔ کمیٹی کا مقصد وہیں صورت حال کا جائزہ لینا تھا۔ کمیٹی کے تمام ارکان اپنی سفارشات مرتب کر کے ڈاکٹر مبشر حسن کو پیش کریں گے جس کے بعد ڈاکٹر مبشر حسن انسانی ہمدردی کے کمیشن کو یہ رپورٹ پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ گزشتہ دنوں ننکانہ صاحب میں ایک مشتعل ہجوم نے قادیانیوں کے کئی گھروں اور دکانوں کو لوٹ کر نذر آتش کر دیا تھا۔

حیدر پاکستان 89-18-4

جماعت احمدیہ کے اخبارات پر مقدمات

لندن (اے پی ا) جماعت احمدیہ کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے پاکستان میں پریس پر پابندیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تک جماعت احمدیہ کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ ایک طرف تو حکومت کے نمائندے بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان میں پریس کو مکمل آزادی حاصل ہے اور دوسری طرف ایک سفیر کے اندر اندر ربوہ سے نکلنے والے جماعت احمدیہ کے اخبار و رسائل پر چھ مقدمات درج کئے جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان میں جماعت احمدیہ کا واحد روزنامہ اخبار الفضل عورتوں کا ماہنامہ مصباح بچوں کا ماہنامہ رسالہ تشحیذ الاذہان اور نوجوانوں کا ماہنامہ رسالہ خالد شامل ہیں مقامی پولیس کسی مولوی کی رپورٹ پر کہ ان جرائد میں قرآنی آیات درج ہے جس سے ان کے جذبات مجروح

ہوئے ہیں یا ایسا مضمون شائع ہوا ہے جس سے احمدیت کی تبلیغ کی گئی ہے مقدمہ درج کر لیتی ہے۔ رشید احمد چوہدری نے بتایا کہ حال ہی میں روزنامہ الفضل کے منیجر و پرنٹر قاضی منیر احمد کو چوتھی مرتبہ گرفتار کر کے حوالات بھجوایا گیا ہے اور اس وقت تک ان پر ۱۶ مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

ملت لندن 89-29-3

حکومت پنجاب کو احمدیوں کے گھر لوٹنے والوں اور جلانے والوں پر بھی نظر رکھنی چاہیئے، مرزا خورشید احمد،

ربوہ (نمائندہ حیدر) جماعت احمدیہ کے مرکزی ترجمان مرزا خورشید احمد نے ایک پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کی سرگرمیاں اللہ اور اس کے رسول کا نام لینا نمازیں پڑھنا روزے رکھنا اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے وہ اخبارات میں چھپنے والی اس خبر پر تبصرہ کر رہے تھے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں قادیانیوں کی نگرانی کا حکم صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنروں کو دے دیا ہے انہوں نے کہا کہ معلوم نہیں یہ خبر سچی ہے یا جھوٹی تاہم احمدی تو رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں عبادات اور دینی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ترجمان نے کہا کہ امید ہے کہ حکومت پنجاب احمدیوں کے گھروں کو جلانے والوں ان کا سامان لوٹنے والوں اور ان کے باغات کو اجاڑنے والوں اور گھریلو سامان کو تباہ کرنے والوں کی سرگرمیوں پر بھی اپنی نگرانی رکھے گی۔

حیدر پاکستان 89-23-4

محمد مصطفیٰ سید اصفیاء و فخر انبیاء
و خاتم رسل و امام ورای است

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

پاکستان کے علاقہ نواب شاہ سندھ میں ظلم وستم کی ایک اور داستان

جماعت احمدیہ ضلع نواب شاہ نے 23 مارچ کو جشن تشکر حسب روایات جماعت احمدیہ نمازوں اور دعاؤں سے منایا۔ مسجد پر چراغاں کیا گیا، غربا اور مساکین میں کھانا تقسیم کیا گیا اور جلسے کئے گئے۔ اس سے مُلاؤں کے سینہ میں احمدیت کی مخالفت اور حسد کی آگ اور تیز ہوگئی چنانچہ 25 مارچ 1989 کو ہمارے ایک احمدی دوست مکرم ناصر احمد ارائیں جن کی فرنیچر اور دیگر بجلی کے سامان کی دکان ہے پر قریباً ۱۰۰، ۱۵۰ مولویوں اور غنڈوں نے حملہ کر دیا۔ پولیس موقعہ پر پہنچی مگر بجائے حملہ آوروں کے خلاف کارروائی کرنے کے انہوں نے مکرم ناصر صاحب کو گرفتار کر کے زیر دفعہ C-298 مقدمہ درج کر دیا۔

28 مارچ کو مولویوں کے ایک جلوس نے نواب شاہ شہر میں مکرم میاں محمد سلیم شاہجہانپوری صاحب کے بک سٹور پر حملہ کر دیا اور دوکان کو کافی نقصان پہنچایا۔ پولیس نے کسی قسم کی کارروائی نہیں کی جس کی وجہ سے شریر لوگوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے۔

یکم اپریل کو کراچی سے ہمارے وکیل مکرم علی احمد طارق صاحب مکرم ناصر احمد صاحب کی ضمانت کے سلسلے میں تشریف لائے مُلاؤں کو پتہ چل گیا تو انہوں نے عدالت میں ان کا گھیراؤ کر کے بے عزتی کرنا چاہی مگر ناکام رہے۔

۱۵ اپریل کو سیشن کورٹ کے مجسٹریٹ نے مکرم ناصر احمد کی ضمانت منظور کر لی اور علماء کو بہت شرمندگی اور ذلالت کا سامنا کرنا پڑا اس پر انہوں نے احمدی مسلمانوں کے خلاف اپنی مہم کو تیز کر دیا۔ گلیوں اور بازاروں میں

راہ چلتے احمدیوں کو گالیاں اور بازاری زبان سننا پڑی۔ راہ چلتے "قادیانی کتا" وغیرہ کے گندے جملے سُننے پڑے۔ پبلک مقامات پر "قادیانی واجب القتل ہیں" کے اشتہار لگ گئے۔ مگر ہم نے حسب توفیق دعاؤں سے کام لیا۔

15 اپریل کو صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد جب تمام احمدی احباب اپنے گھروں کو جا چکے تھے اور مربی سلسلہ مکرم لئیق احمد طاہر اور مکرم محمد سلیم شاہجہانپوری مسجد میں موجود تھے اچانک 25، 30 نوجوان غنڈوں نے مولویوں کی قیادت میں مسجد پر حملہ کر دیا اور کھڑکیوں وغیرہ کو نقصان پہنچایا۔ پھر دیوار پھلانگ کر چند غنڈے مسجد کے اندر بھی گھس آئے۔

مربی سلسلہ مولانا لئیق احمد طاہر لکھتے ہیں:-

"جب ہم باہر نکلے تو مولویوں نے ہمیں پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے مسجد کے اندر کلمہ لکھا ہوا ہے اور آج صبح تم نے فجر کی نماز میں سورہ التین کی تلاوت کی تھی۔ تم غیر مسلم ہو تمہیں کیا حق ہے کہ تم قرآن پڑھو۔ میں نے کہا قرآن کریم خدا کا کلام ہے ہمیں اس سے محبت ہے اسلئے ہم اسے پڑھتے ہیں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ پاس کھڑے ہوئے ایک مولوی نے مجھے نہایت غلیظ گالی دی اور میرے منہ پر تھپڑ مارا اور ساتھیوں کو کہا کہ اسے مار مار کر اسکا منہ توڑ دو تاکہ پھر یہ قرآن پڑھنے کے قابل نہ رہے۔

اُدھر انہوں نے مکرم شاہ صاحب کو دھکا دیا اور وہ نیچے گر پڑے چند منٹ ہم دونوں کی پٹائی کی پھر ہمیں مسجد کے اندر بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور مولوی اندر آئے اور مسجد کی دریاں، قیمتی کتب اور دیگر لٹریچر،

قرآن مجید وغیرہ اور فرنیچر ایک جگہ اکٹھا کرکے آگ لگا دی۔

پھر انہوں نے مکرم شاہ صاحب کو پکڑ کر ان کو آگ میں پھینکنے کی کوشش کی۔ مکرم شاہ صاحب جو اسی سال کے بزرگ ہیں انہوں نے ان کو شرم دلائی اور کہا کہ خوف خدا کرو میں روزہ سے ہوں تم لوگ ظلم کیوں کر رہے ہو اس پر بد ذات مولویوں نے ان کا سر زور کے ساتھ دیوار سے ٹکرایا جس کی وجہ سے ان کا ماتھا پھٹ گیا اور دو جگہ سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ اسی دوران مسجد کے ہال میں آگ کی وجہ سے دھواں بھر گیا اور سانس گھٹنے لگا۔

جس کی وجہ سے غنڈے باہر بھاگے اور جاتے وقت ہمیں اندر بند کرکے باہر سے دروازہ بند کر دیا تاکہ ہم باہر نہ نکل سکیں۔ محترم شاہ صاحب زخمی حالت میں ساتھ والے کمرہ میں چلے گئے اور میں مسجد کی چھت پر چڑھ گیا اوپر سے میں نے دیکھا کہ باہر سڑک پر دو اڑھائی سو کا مجمع تھا۔ مولویوں اور غنڈوں نے مجھے چھت پر دیکھا تو پتھر اور اینٹیں مارنا شروع کر دیا چند ایک نے چھت پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ہماری مسجد کے بائیں جانب مکرم محمد یوسف صاحب احمدی کا مکان تھا اور وہ خود بھی اور ان کے چار بیٹے بھی گھر پر موجود تھے مگر انکی مجبوری تھی کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے کیونکہ غنڈوں نے ان کے گھر کا دروازہ باہر سے بند کیا ہوا تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ جان بچانے کی کوئی اور صورت نہیں تو غیر احمدی ہمسائے کے گھر میں انکی اجازت کے ساتھ اتر گیا اس غیر احمدی کے ساتھ ہمارے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ مگر جونہی میں نیچے اترا ان کے لڑکے مشرف نے بدتمیزی کی اور مجھے گلی میں دھکیل دیا جس پر تمام جلوس مجھ پر پل پڑا اور گالیاں دیتے رہے اور مارتے رہے اور گھسیٹتے رہے۔ مجھے یقین ہو

گویا کہ اب احمدیت کی خاطر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دین کی خاطر ختم ہو جاؤنگا
اور میں بے ہوش ہو گیا ۔

ادھر مکرم یوسف صاحب اور انکا خاندان پڑوس کے دوستوں کو دروازے کے آوازیں دے رہے تھے
چنانچہ محلہ کے ایک غیر احمدی دوست حکیم صاحب نے مجھے سڑک سے اٹھا کر یوسف صاحب کے
گھر اندر کر کے دوبارہ باہر سے دروازہ بند کر دیا ۔

کسی شخص نے قائد صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی جنہوں نے پولیس اور فائر بریگیڈ کو
بلا دیا ۔ فائر بریگیڈ نے آگ بجھائی اور پولیس نے محترم شاہ صاحب کو
باہر نکالا اور سیول ہسپتال لے گئے ۔ ایک ڈاکٹر جب اسکی پٹی کرنے لگا تو دوسرا کہنے لگا
کہ یہ قادیانی ہے تو اس پر ڈاکٹر نے اپنا ہاتھ روک لیا ۔ اس وقت
ایک احمدی ڈاکٹر مکرم راشد ارائیں جو اس ہسپتال میں ملازم تھے آئے
اور شاہ صاحب کی مرہم پٹی کی ۔

خاکسار کو بھی انہی کے توسط سے طبی امداد میسر آئی ۔
ابھی تک بائیں جانب پسلیوں اور گردے میں شدید تکلیف ہے جس کی وجہ سے
سانس لینا تکلیف دہ ہے اسی طرح دائیں کندھے میں درد ہے اور سامنے کے
تین دانت ہل گئے ہیں

یہ سارا واقعہ ۱۵ اپریل کو ہوا ۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ دو دن بعد ہی نوابشاہ
میں سندھیوں اور غیر سندھیوں کے درمیان جھگڑا ہوا جس میں ایک سندھی زخمی ہو
گیا مگر ۱۸ اپریل کو اس کا بدلہ لینے کے لئے سندھیوں نے ۶ غیر سندھیوں کو قتل

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

مرکز سلسلہ ربوہ میں سترّویں مجلس مشاورت کا کامیابی سے انعقاد

نمائندگان ملک کے کونے کونے سے شریک ہوئے۔ ۹ نکاتی ایجنڈے پر بحث

افتتاحی اجلاس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا روح پرور پیغام سنایا گیا

حضور ایدہ اللہ کی زیر ہدایت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے مشاورت کے اجلاسوں کی صدارت فرمائی

ربوہ — جماعت احمدیہ کی ۷۰ ویں مجلس مشاورت مرکز سلسلہ میں ۳۱ مارچ سے ۲ اپریل ۱۹۸۹ء تک جاری رہنے کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ مشاورت کا انعقاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے وسیع و عریض ہال ایوان محمود میں ہوا جس کی حال ہی میں صرف کثیر کی لاگت سے نئے سرے سے اندرونی طور پر مرمت اور سجاوٹ کی گئی تھی اور جو نئی ترتیب و تزئین کے باعث نہایت جاذب نظر اور خوبصورت نظر آ رہا تھا۔

مشاورت کی صدارت سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ نے کی۔

ابتدائی اجلاس ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو ۴ بجے سہ پہر منعقد ہوا جس میں سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک یادگار اور اہم پیغام محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے سنایا۔ بعد ازاں پہلے اجلاس میں حسب معمول ایجنڈے کی ۹ تجاویز کے لئے دو سب کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔

اسکے علاوہ ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جو انجمن تحریک اور وقف جدید کے بجٹوں پر غور کے لئے تھی۔

اگلے روز کے پہلے اجلاس میں پہلے رپورٹس تعمیل فیصلہ جات مشاورت سال گذشتہ پیش ہوئیں۔ پھر وہ تجاویز بیان کی گئیں جو امسال مشاورت کے لئے آئیں لیکن پیش نہیں کی گئیں۔ ان کے نہ پیش کئے جانے کی وجوہ بھی بیان کی گئیں۔

اس کے بعد باری باری سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش کی گئیں جن پر احباب نے اپنی آراء پیش کیں۔ آراء کے بعد تجاویز رائے شماری کے لئے پیش کی جاتی رہیں۔ مشاورت کا آخری اجلاس ۲ اپریل کو منعقد ہوا۔ جس میں تمام تجاویز پر بحث مکمل ہونے کے بعد مجلس مشاورت کی طرف سے ایک قرارداد کے ذریعے احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ کی خدمت میں دوسری صدی کی مبارکباد دی۔ یہ قرارداد محترم مجیب الرحمٰن صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضور کے اس پیغام کا آخری حصہ دوبارہ پڑھ کر سنایا جو افتتاحی خطاب میں سنایا گیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کے نام حضور کا ایک خط بھی احباب کو سنایا۔ جس کے بعد دعا پر ۷۰ ویں مجلس مشاورت کا اختتام ہوا۔

جملہ نمائندگان مجلس مشاورت کی تعداد امسال ۵۸۴ تھی۔ جو مختلف جماعتوں سے منتخب ہو کر آئے تھے۔ ان میں سے بعض افراد کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مشاورت کے دوسرے روز رات کو سوا آٹھ بجے دارالضیافت کی طرف سے جملہ نمائندگان مرد و خواتین اور زائرین کے اعزاز میں ضیافت دی گئی۔ مجلس مشاورت میں خواتین نمائندگان کی تعداد ۲۹ تھی۔ جو ہال کی گیلریوں میں پردہ کی رعایت سے موجود تھیں۔ مختلف مراحل پر خواتین نے تجاویز زیر غور پر بحث میں بھی حصہ لیا۔

نمائندگان مشاورت کی رہائش کا انتظام دارالضیافت کے علاوہ مرکز سلسلہ میں واقع دیگر گیسٹ ہاؤسوں میں کیا گیا تھا۔ مرکز سلسلہ میں جماعتی نمائندوں کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدام و انصار کی تنظیموں نے اپنے اجلاس بھی منعقد کئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مجلس مشاورت نہایت ہی کامیاب رہی۔ احباب و خواتین نے اہم مسائل پر اپنے مشورے پیش کئے یہ سب مشورے اب حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں لندن ارسال کئے جائیں گے اور حضور ان پر فیصلے فرمائیں گے۔

صد سالہ احمدیہ جشنِ تشکر ۔ برطانیہ

ہسپتالوں کی امداد کے لئے رقم اکٹھی کرنے کی غرض سے

خدام الاحمدیہ برطانیہ کی سائیکل میراتھن دوڑ

ہمارا مقصد ضرورت مند انسانیت کی خدمت کرنا ھے

تین ہسپتالوں کو ۲۱ ھزار پونڈ کی رقم بطور عطیہ دی گئی

برطانوی وزیرِ صحت اور علاقے کے لارڈ میئر کی تقریب میں شمولیت

خدام الاحمدیہ انگلستان کے زیرِ اہتمام گیارہ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۸۹ء کو سائیکل میراتھن ریس منعقد کی گئی۔ یہ ریس لنڈن سے ۲۵۰ میل شمال میں واقع شہر بریڈ فورڈ کے احمدیہ مشن ہاؤس سے شروع ہوئی۔ اس کا آغاز حضور انور کے اس پیغام کے ساتھ ہوا۔

"مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ خدام الاحمدیہ یو کے نے صد سالہ احمدیہ جشنِ تشکر کی مناسبت سے بریڈ فورڈ سے لنڈن تک سائیکل میراتھن ریس کا انعقاد کیا ہے۔ یہ برطانیہ میں اپنی قسم کی پہلی منفرد کوشش ہے جس کا مقصد اس ملک کے بعض خیراتی اداروں کے لئے فنڈ جمع کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر اپنی سو سالہ تاریخ میں ہمیشہ بلا امتیاز باہمی اخوت اور انسانی خدمت میں کوشاں رہی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ (ہمارا دین) مذہبی، سماجی اور ثقافتی تعلق کو فروغ دینے کی تعلیم دیتا ہے اور لیے صد سالہ جشن کی تقاریب کے لئے دنیا بھر میں ہمارے پروگراموں اور پالیسی کا لازمی جزو ہے۔ اس موقع پر میں منتظمین کو دل کی گہرائی سے مبارک باد دیتا ہوں اور اسی طرح اس ریس کے سپانسر اور اس میں شامل ہونے والوں کو مبارک باد دیتا ہوں اور اس نیک مقصد میں اُن کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔"

حضور انور کا یہ پیغام انگریزی زبان میں تھا اور مکرم آفتاب خان صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے ریس شروع ہونے سے قبل شہر کے لارڈ میئر، ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر کونسلرز کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا جو کہ ان سائیکل سواروں کو الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس ریس کا مقصد جیسا کہ حضور انور کے پیغام سے واضح ہے بعض برطانوی

ہسپتالوں کے لئے مالی امداد فراہم کرنا تھا چنانچہ اس ریس کے ذریعہ خدام نے ۲۶ ہزار پونڈ کی خطیر رقم اکٹھی کرنے کی سعادت پائی۔ اس میں سے مبلغ اکیس ۲۱ ہزار پونڈ کی رقم تین طبی اداروں کو مساوی طور پر بذریعہ چیک حضور انور نے پیش کی۔ اس کے لئے ریس کے اختتام پر ۱۹ مارچ کو ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علاوہ برطانوی وزیر صحت مسٹر ڈیوڈ ملز اور وانڈز ورتھ کے لارڈ میئر نے بھی شرکت فرمائی۔ اس ریس کے کل شرکاء کی تعداد ۲۵۰ تھی۔ ان سب خدام نے صد سالہ جشنِ تشکر کے علامتی نشان والی سفید شرٹس پہن رکھی تھیں۔ خدام کا یہ قافلہ برطانیہ کے متعدد شہروں ہڈرز فیلڈ، شیفیلڈ، نوٹنگھم لیسٹر۔ برمنگھم، کوونٹری، سلو اور ہنسلو سے ہوتا ہوا لنڈن پہنچا۔ ان تمام شہروں میں لارڈ میئرز۔ ممبران پارلیمنٹ اور کونسلرز وغیرہ کی طرف سے سائیکل سواروں کا استقبال کیا جاتا رہا۔ سارا راستہ ایک ایمبولینس اور پولیس اسکواڈ خدام کے ہمراہ رہی ۱۹ مارچ کو جب سوار ایک ایک کر کے مشن ہاؤس لنڈن پہنچے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وزیر صحت جناب ڈیوڈ ملز اور وانڈز ورتھ کے لارڈ میئر کے ہمراہ سینکڑوں احباب جماعت کی موجودگی میں ان کا پُرجوش اور پُرتپاک استقبال فرمایا۔ بچیوں نے سیدنا حضرت بانی سلسلہ کی نظمیں خوش الحانی سے گا کر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور نے انعامات تقسیم فرمائے اور مسٹر ڈیوڈ میلز وزیر صحت اور لارڈ میئر کو احمدیہ جوبلی والے علامتی نشان سے آراستہ خوبصورت گلدان تحفۃً پیش فرمائے۔ تقسیم انعامات کے بعد مسٹر ڈیوڈ ملز نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور اس کے کامیاب انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ تیرہ سال سے اس لحاظ سے جماعت کے مرکز سے متعارف اور اس سے تعلق رکھتے ہیں کہ احمدیہ مشن ہاؤس میرے حلقہ انتخاب میں واقع ہے۔ یہ بات بیان کرتے ہوئے انہوں نے فخر محسوس کیا کہ تیرہ سالہ عرصہ میں جماعت احمدیہ کے ممبران نے ہمیشہ اچھے شہری ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اور ان میں ہمسایوں کے لئے محبت اور خلوص کے جذبات موجزن ہیں۔ انہوں نے بہت ہی روحانی ماحول پیدا کیا ہوا ہے۔ آخر پر انہوں نے صد سالہ جشن تشکر کے نہایت کامیابی کے ساتھ شروع ہونے پر حضور انور کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔

اس موقع پر حضور انور نے بھی خطاب فرمایا۔ حضور کی یہ کیسٹ الگ بھجوائی جا رہی ہے۔

اس موقع پر پیش کی جانے والی رپورٹ کے حوالہ سے حضور انور نے اس اہم نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارا مقصد ضرورت مند انسانیت کی خدمت کرنا ہے۔ اور اس قسم کے پروگراموں سے کسی شہرت یا پبلسٹی کا حصول مقصود نہیں ہے۔ ہم خالصتہً انسانی ہمدردی کے جذبہ سے یہ کام کرتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس موقع پر جمع ہونے والے فنڈ کو انگلستان کے تین مشہور خیراتی خدمت خلق کے اداروں کو پیش کرنے کی ہدایت کی تھی جو کہ اس موقع پر ان اداروں کے نمائندگان کو بصورت چیک پیش کی گئی ہے۔

نہایت افسوس سے یہ خبر دی جا رہی ہے کہ :۔

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کا جسدِ خاکی سپردِ خاک کر دیا گیا

نماز جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی اور قبر پر دعا بھی کرائی

ربوہ۔ ۳۰ مارچ۔ جماعت احمدیہ کے نہایت مخلص خادم اور عرصہ ۳۶ سال نہایت ذمہ داری کے عہدوں پر خدمات دینیہ بجا لانے والے فدائی محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کا جسدِ خاکی آج سہ پہر بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کا انتقال ۲۹ مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوا تھا۔ ان کی عمر ۷۰ سال تھی۔ موصوف کی نماز جنازہ بیت المبارک میں بعد از نماز ظہر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے موصوف کی بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی۔

جنازہ و تدفین میں اہل ربوہ کی کثیر تعداد شامل ہوئی۔

چندے بڑھانے کی بجائے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کو اوّلیت دی جائے